اذہانِ عالیہ کے تصوراتِ ظرافت
(ایک تحقیقی مطالعہ)

ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان☆

Abstract

This article deals with the least dwelled area of Urdu literature...Humour. A critical study on Humour in the light of international intellectuals like Aristotle, Marcus, Thomas Hobbes and Tallies Cicero has been presented. The article has also been incorporated with relevant examples in this regard.

خوابِ زندگانی کی تعبیریں اور کتابِ دل کی تفسیریں بیان کرنے والے اذہانِ عالیہ نے خندۂ انسانی کے مضمرات اور عوامل پر بھی سنجیدگی سے غور وفکر کیا ہے۔ ذیل کی بحث میں چند منتخب دانش ورانِ عالم ارسطو، سسرو اور تھامس ہابز کے ان خیالات کا تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے جو طنز وظرافت کے باب میں بیان ہوئے ہیں۔

ارسطو نے تمثیلِ مضحک (Comedy) کو برے افراد کی نقالی کا نام دیا ہے۔ وہ ایسی تمثیل کو مضحکہ خیز برائی، خیال کرتا ہے۔ اس کے نزدیک 'مضحکہ خیزی' ایک نوع کی بدی یا بدصورتی ہے۔ عام طور پر برائی ضرر رساں ہوتی ہے لیکن 'مضحکہ خیزی' ایک ایسی برائی ہے جو نہ باعثِ تکلیف ہے اور نہ کسی تباہی کا موجب بنتی ہے۔ ارسطو نے یہاں مسخرے کے مصنوعی اور مضحک چہرے (Mask) کی مثال دی ہے جو بد وضع تو ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بے ضرر بھی ہوتا ہے۔(۱)

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور

ارسطو ظرافت میں توازن اور اعتدال کا قائل ہے اور اس بات سے اس کے تصورِ ظرافت میں اخلاقی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ حد سے گزری ہوئی ظرافت 'زوالِ آدم خاکی' کا سبب بنتی ہے اور ارسطو کے مطابق ایسے شخص کو مسخرا خیال کیا جاتا ہے جو ہر قیمت پر مزاح کاری کا فریضہ انجام دینے پر تلا رہتا ہو۔ اس کا مقصد قہقہہ پوری ہوتا ہے اور یوں جوشِ ظرافت میں دامانِ اعتدال اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور وہ ناشائستگی اور دل آزاری کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایک مسخرا فروغِ تبسم کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ تبسم آفرینی کے لیے وہ اپنا گریباں چاک کر سکتا ہے اور دوسروں کا دامن بھی۔ مسخروں کی گفت کو اتنی سطحی اور عامیانہ ہوتی ہے کہ کوئی مہذب شخص ایسی گفت کو کرنا تو کجا سننا بھی پسند نہیں کرتا۔(۲)

ارسطو نے اس معاملے میں خود اعتدال کا دامن تھامے رکھا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ لوگ جو مزاح گوئی کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں، ان افراد سے نالاں رہتے ہیں جو اس صفت کے حامل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بے لطف اور بے کیف شخصیت کے مالک ہوتے ہیں اور ان کی گفت کو ان کی شخصیت کی عکاس ہوتی ہے۔ اس طرح کی غیر دلچسپ شخصیت کے حامل افراد، سماجی معاملات میں کورے اور بے کار ہوتے ہیں۔ اپنی شخصیت کی بے رنگی اور طبیعت کی زود رنجی کے باعث وہ سماجی معاملات میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ ان کے مقابلے میں بذلہ سنج طبائع رکھنے والے افراد نہایت سلیقے اور تدبیر سے گفت کو میں مزاح کی آمیزش کرتے ہیں۔ ارسطو نے یہاں ان لوگوں کو بھی بحث میں شامل کیا ہے جن کے قہقہے، ہونٹوں سے نکلنے کے لیے بے تاب رہتے ہیں اور جو ذرا ذرا سی بات پر 'مجسم قہقہہ' بن جاتے ہیں۔ اپنی زود خندگی کے باعث وہ ایک عام مسخرے کو بھی ہنر مند ظرافت کار خیال کر بیٹھتے ہیں۔ Nicomachean میں تحریر ہے:

Those, on the other hand, who would on no account indulge in a joke themselves and who take offence at all who do so, are held to be savage and austere. Those however whose jokes are in good taste are called witty or

quick witted, as if their wits moved quickly; for it would seem that the character, no less than the body, is capable of such movements; and, exactly as the body is judged by its movements, so too should be the character. And, since the ridiculous has a wide range, and since most men take more pleasure than they ought in fun and ridicule, even buffoons are often called witty, on the ground that they are agreeable.(۳)

ارسطو نے ظرافت کو ایک ایسا ہنر قرار دیا ہے جسے سلیقے اور تہذیب کا تابع ہونا چاہیے۔ ایک عامیانہ شخص اور مہذب انسان کے مزاج میں فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک تعلیم یافتہ آدمی کا مزاج، جاہل آدمی کے مزاج سے قطعی مختلف ہوتا ہے۔ مہذب اور خوش گوار ظرافت، نازیبا اور دل آزار ظرافت کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتی۔ ظرافت، باعثِ مسرت بھی ہوسکتی ہے اور باعثِ نفرت بھی۔ ارسطو کے مطابق طنز وظرافت میں توہین یا دل آزاری کا شائبہ موجود ہوتا ہے، اس لیے اس انداز کے مزاج سے گریز ضروری ہے۔ ارسطو 'توہین آمیز ظرافت' کے حوالے سے قانون سازوں کو پابندی کی تجویز پیش کرتا ہے۔(۴)

ارسطو نے فرد کے 'ذوقِ ظرافت' کو موضوعِ بحث بناتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ہر شخص اپنے ذوق اور مزاج کے مطابق لطائف سننا پسند کرتا ہے۔ طنز ومزاح کا تعلق 'برداشت' سے بھی ہے۔ ایک شخص جس نوع اور سطح تک کی ظرافت کا متحمل ہوتا ہے، وہ خود بھی اسی ''اصولِ برداشت'' کے تحت مزاح سازی کا عمل انجام دیتا ہے۔(۵)

مارکس تلیَس سیسرو (Marcus Tullius Cicero)(۶) نے ظرافت کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ پہلی قسم کی ذیل میں وہ ظرافت آتی ہے جو اشیاء اور مظاہر سے پیدا ہوتی ہے جب کہ دوسری قسم میں الفاظ کے شوخ استعمال سے جنم لینے والی ظرافت شامل ہے۔(۷) سسرو نے اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے بیان کیا ہے کہ مزاح کی تخلیق شوخیٔ خیال سے ہوتی ہے یا شوخیٔ الفاظ

ہے۔سامع کے لیے وہ مزاح زیادہ پرلطف ہوتا ہے جوخیال اورزبان کے تال میل سے وجود میں آتا ہے۔(۸) سسرو کے مطابق مزاح غیر متوقع صورت حال سے پیدا ہوتا ہے۔جب کوئی بات ہماری توقعات کے برعکس ظہور پذیر ہوتی ہے تو ہم ہنسنے پر مجبور ہو جاتے ہیں گویا امیدوں پر پورا نہ اترنے والی باتیں تبسم آفریں ہوتی ہیں اور اگر ان باتوں میں کوئی ابہام انگیز نکتہ بھی شامل ہو جائے تو یہ تبسم افزونی کا باعث ہوتا ہے۔(۹)

سسرو نے بے قاعدگی اور بدہیئتی کو ہنسی کا منبع قرار دیا ہے۔اس کے خیال میں گستاخی اور ناگواری پر مبنی گفت گو میں مزاح کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں تاہم وہ یہاں ایک اخلاقی نکتہ پیدا کرتا ہے کہ مقرر کو دورانِ تقریر محتاط رہنا چاہیے اور اسے معلوم ہونا چاہیے کہ تبسم اور تمسخر کی لوکتنی بڑھانی ہے۔ سسرو عوامی نفسیات سے خوب آگاہ تھا۔وہ کہتا ہے کہ عام طور پر لوگ پسند نہیں کرتے کہ خراب حالوں کو مذاق کا نشانہ بنایا جائے۔یہ اور بات ہے کہ وہ خود بدتمیزی پر آمادہ ہوں اور دعوتِ تمسخر دے رہے ہوں۔سسرو نے اس بات کی جانب بھی توجہ دلائی ہے کہ لوگ مجرموں پر صرف طنز کے تیر چلانا کافی نہیں سمجھتے بلکہ وہ 'اصلی' ہتھیاروں سے ان پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔سسرو ظرافت میں شائستہ اقدار کا قائل نظر آتا ہے چناں چہ وہ لوگ کے احساسات کی تکریم کا درس بھی دیتا ہے اور ایسی شخصیات جو مقبول اور محبوب ہوں، کے بارے میں خیالات کا اظہار کرتے ہوئے احتیاط کا دامن تھامے رہنے کا مشورہ دیتا ہے کیوں کہ مقبول افراد کے بارے میں کہا گیا حرفِ ناملائم، خواہ کتنا ہی دل چسپ کیوں نہ ہو، دل آزاری کا سبب بنتا ہے۔سسرو کے یہ خیالات On the Orator میں یوں بیان ہوئے ہیں:

> The seat and as it were province of what is laughed at... lies in a certain offensiveness and deformity; for those saying are laughed at solely or chiefly which point out and designate something offensive in an inoffensive manner..
>
> But to what degree the laughable should be carried by

> the orator requires very diligent consideration... for neither great vice, such as is united with crime, nor great misery, is a subject for ridicule and laughter, since people will have those guilty of ridicule, and do not like the miserable to be derided, unless perhaps when they are insolent; and you must be considerate too, of the feeling of mankind, lest you rashly speak against those who are personally beloved (۱۰)

تھامس ہابز (Thomas Hobbes)(۱۱) نے ظرافت کے 'نظریۂ فوقیت' (۱۲) کو شدومد سے بیان کیا ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ 'فتحِ مفاجات' سے انسانی چہرے پر جو خوش گوار تاثرات نمودار ہوتے ہیں، انہی کا نام 'ہنسی' ہے۔ اسی طرح جب کسی کے کردار یا شخصیت کی کوئی خرابی یا بے قاعدگی ہمارے علم میں آتی ہے تو ہم اس کا موازنہ اپنی ذات سے کرتے ہیں اور خود کو اس سے بہتر خیال کرتے ہوئے اپنے آپ کو دل ہی دل میں داد دیتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر بھی ہمارے لبوں پر مسکان آ جاتی ہے۔ ہابز کے مطابق ایسا عموماً ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اپنی ذات کی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے آشنا ہوتے ہیں۔ چناں چہ جب ان کے علم میں دوسروں کی خامیاں آتی ہیں تو اسے وہ اپنے حق میں نیک فال خیال کرتے ہیں اور یوں اپنی نظروں میں پسندیدہ اور برگزیدہ ٹھہرتے ہیں۔ جو لوگ دوسروں کی کمزوریوں پر قہقہہ لگاتے ہیں، وہ دراصل اپنی کوتاہیٔ ذات کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔ تھامس ہابز نے اس موقع پر اعلیٰ ذہانتوں کی ایک خوبی یہ بتائی ہے کہ وہ دوسروں کی توہین اور استہزا سے گریز کرتے ہیں اور صرف باصلاحیت افراد سے اپنا موازنہ یا مقابلہ کرتے ہیں۔ تھامس ہابز کے یہ خیالات ان الفاظ میں بیان ہوئے ہیں:

> Sudden glory, is the passion which maketh those grimaces called laughter; and is caused either by some sudden act of their own, that pleaseth them, or by the apprehension of some deformed thing in another, by

comparison whereof they suddenly applaud themselves. And it is incident most to them, that are conscious of the fewest abilities in themselves; who are forced to keep themselves in their own favour, by observing the imperfections of other man. And therefore much laughter at the defects of others is a sign of pusillanimity. For of great minds, one of the proper workes is, to help and free others from scorn; and compase themselves only with the nostable.(۱۳)

تھامس ہابز کے مطابق کامیابی کے اچانک حصول سے چہرے پر 'ہنسی خوشی' کے تاثرات نمودار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب انسان پر عظمت یا فوقیت کا کوئی لمحہ منکشف ہوتا ہے تو فوری ردِ عمل کے تحت اس کا چہرہ کھل اٹھتا ہے۔ یہ لمحہ دراصل کسی دوسرے کا 'کمزور لمحہ' ہوتا ہے۔

تھامس ہابز کے بقول قہقہہ ایک 'بلا عنوان' جذبہ ہے جس کا اظہار 'دہن بگڑنے' کے خوش کن انداز سے ہوتا ہے۔ عام تصور ہے کہ قہقہے کا محرک مذاق اور ذکاوت ہے لیکن تجربے سے اس خیال کی نفی ہوتی ہے کیوں کہ لوگ ابتذال اور سوء اتفاق پر مبنی باتوں پر بھی مسکراتے ہیں، حال آں کہ ایسی باتیں حسنِ مذاق اور حسِ ذکاوت سے عاری ہوتی ہیں۔ اسی طرح جو لوگ اپنے ہر عمل پر ستائش کی تمنا رکھتے ہیں، اپنے لطائف اور ان اعمال پر بھی خندہ زن ہوتے ہیں جنہیں وہ حسب امید انجام نہ دے سکے ہوں۔ اس صورت میں ہنسی کا جذبہ اپنی ذات میں کسی صلاحیت کے اچانک انکشاف سے پیدا ہوتا ہے۔ لوگ دوسروں کی کمزوریوں پر بھی تبسم کناں ہوتے ہیں کیوں کہ ایسے لوگوں سے موازنے کے نتیجے میں ان کی اپنی صلاحیتیں انکشاف اور استحکام حاصل کرتی ہیں۔ لوگ ایسے لطائف پر بھی مسکراتے ہیں جن کی ذکاوت سے دوسروں کی حماقت مترشح ہوتی ہے۔ اس صورت میں جذبۂ تبسم، احساس فوقیت سے جنم لیتا ہے۔ اپنی ذات سے متعلق خوش خیالی اور دوسروں کی کم زوری اور بے وقوفی کا باہمی موازنہ احساسِ برتری کی ذیل میں آتا ہے۔ (۱۴)

تھامس ہابز کے مطابق جب ہمیں نشانہ تضحیک بنایا جاتا ہے یا ہمارے ان دوستوں کو مذاق کا ہدف ٹھہرایا جاتا ہے جن کی عزت اور خاطر ہمیں عزیز ہوتی ہے، تو ایسے حالات میں ہم بالکل نہیں مسکراتے۔ اس بات سے ہابز نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جذبۂ تبسم اس وقت جنم لیتا ہے جب ہم ذات کے تفوق کے تصور سے بیدار ہونے والے 'فتح مفاجات' کے احساس سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم دوسرے کی کمی اور کوتاہی کا موازنہ، اپنی ذات سے کرتے ہیں یا اپنی ماضی کی نادانیوں اور حماقتوں کو اچانک یاد کرتے ہیں تو ہمارے لبوں پر مسکراہٹ آ جاتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ ماضی کی ان یادوں سے زمانہ حال میں کسی توہین کا امکان نہ وابستہ ہو، چناں چہ یہ بات باعثِ تعجب نہیں ہے کہ انسان اپنی شرمندگی اور شکست خوردگی سے بھی لطف اندوز ہوتا ہے اور ان پر قہقہہ لگا سکتا ہے۔(۱۵)

اردو شاعر نے اس خیال کو غزل کے پیرائے میں یوں ادا کیا ہے:

اپنی ناکامیوں پہ آخرِ کار
مسکرانا تو اختیار میں ہے

تھامس ہابز کے بقول جب کوئی اپنی کسی حرکت پہ خندہ زن ہوتا ہے تو اس جرأت مندانہ عمل سے لوگ حسد کرنے لگتے ہیں اور یوں وہ بھی احتساب پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے اور حواشی

(1) Aristotle, ***Poetics***, Tran: Ingram Bywater, The Project Gutneberg EBook, Release Date: October,2004, EBook#6763 Ch:5, P:9

اُردو ترجمے کے لیے درج ذیل کتب ملاحظہ کیجیے:

(الف) عزیز احمد (مترجم)، بوطیقا، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۱ء، ص ۴۶

(ب) جمیل جالبی، ڈاکٹر (مترجم)، بوطیقا، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۸ء، ص ۳۵

(2) Robert Williams (Trans) ***The Nicomachean Ethics of***

Aristotle, ESQ. 3rd Edition, London: Longmans, Green and Co, 1879, EBook IV, Ch:8, P:139

(3) Ibid, P:111,112

(4) Ibid, P:112,113

(5) Ibid.

(۶) سسرو(۱۰۶ق م-۴۳ق م) رومی فلسفہ تھا۔ وہ ایک صاحب طرز نثر نگار تھا۔ سسرو کو حکومت رانی اور آئین سازی کے حوالے سے خاص شہرت حاصل ہوئی۔ وہ ایک ذہین سیاسی نظریہ ساز اور ماہر قانون دان بھی تھا۔

(7) J.S Watson (Translater), ***Cicero On Oratory And Orator***, New York: Happer & Brothers, Publishers, Franklin Square, 1875, P:151

(8) Ibid. P:154

(9) Ibid. P:157

(10) Ibid. P:150,151

(۱۱) تھامس ہابز ایک انگریز فلسفی تھا جو ۵ اپریل ۱۵۸۸ء میں پیدا ہوا اور ۴ دسمبر ۱۶۷۹ء کو فوت ہوا۔ تھامس ہابز نے تاریخ، طبعیات، جیومیٹری، دینیات اور اخلاقیات کے حوالے سے اپنے فلسفیانہ خیالات پیش کیے۔ اس نے طنز و ظرافت کے حوالے سے بھی فلسفہ آرائی کی ہے۔

(۱۲) یہ اصطلاح پہلی بار استعمال ہو رہی ہے۔ قبل ازیں اسے احساس برتری کا نظریہ کہا گیا ہے۔

(13) Thomas Hobbes, ***Leviathan***, The Project Gutenberg EBook, Release Date: October 11, 2009, EBook # 3207, Ch.6

(14) Sir William Molesworth, Bart. ***The English Works of Thomas Hobbes***, Vol.IV, London: John Bohn, Henrietta Street, Covent Garden.

(15) Ibid.